© rasailojaraid.com

مادیت اور مذہب کا باہمی اتحاد

مولانا سندھی کے افکار کی روشنی میں

مولانا دین محمد وفائی

مولانا وفائی مرحوم کا یہ مضمون ماہنامہ توحید کراچی کے شمارہ مارچ ۱۹۴۶ء میں چھپا تھا۔ جو مولانا سندھی کے افکار و تعلیمات کے وسیع مطالعے پر مبنی تھا۔ اور مولانا وفائی مرحوم کے ذوق دینی اور حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر کا عکاس ہے۔ میں پروفیسر جمشید علی خان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس کا ترجمہ کر دیا۔ خاکسار نے ترجمے کی زبان پر نظر ڈال لی ہے اور چند حواشی اور مولانا سندھی کے ایک اقتباس کو اس کے اصل ماخذ سے لے کر شامل کر دیا ہے۔ (ا۔ س۔ بھٹی)

۱۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی قدس سرہٗ یورپ کے سفر کے بعد روس کے بڑھتے ہوئے لادینی خطرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے تھے۔ آپ کا زمانہ تھا کہ شاہ ولی اللہ کی تعلیم کی موجودگی میں روس کا لادینی فلسفہ کسی طور بھی ان پر اثر انداز نہ ہوا اور پھر اس مشاہدے سے اسلام کی صداقت پر حق الیقین کا مقام حاصل ہو گیا۔[۱]

---

[۱] پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں:

"مولانا خود اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں وطن سے نکلا۔ افغانستان پہنچا۔ وہاں مجھے نئے حالات سے سابقہ پڑا۔ چناں چہ بزرگوں کی تمام جو اور سوچی باتیں سب بے کار ہو گئیں۔ روس گیا تو بالکل اور دنیا نظر آئی۔ جن

بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چوں کہ روس کی لادینی جماعت نے دیکھا کہ زار روس نے عیسائیت کے نام پر غریبوں پر بڑے بڑے ٹیکس لگائے تھے اور انھیں بدحال اور کنگال بنا دیا تھا اور مذہبی عالم یا پادری روس کے دعاگو اور طرفدار تھے، اس لیے عام غریبوں اور انقلاب لانے والے مزدوروں نے یہ سمجھ لیا کہ شاید مذہب میں غریبوں کو کچلنا اور مسکین بنائے رکھنا اور امیروں کا عیاشیاں کرنا جائز ہے جس کی وجہ سے وہ مذہب سے اس قدر بیزار ہوئے کہ روس میں بادشاہت کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ مذہب (عیسائیت) کا خاتمہ بھی کر دیا۔ اور مزید ایک غلطی انھوں نے یہ کی کہ بہ شمول اسلام تمام مذاہب پر انھوں نے اپنے اس فیصلے کا اطلاق کر دیا۔ (ا۔س۔ش)

۲۔ مگر اسلام کی تو بنیاد ہی انسانیت کی خدمت پر ہے۔ اسلام کی تحریک کی قبولیت مساوات یا نوع انسان کی ایک برادری یا برابری ہے جس کی وجہ سے اسلام نے فارس کی امیرانہ سلطنت اور قیصر روم کی زبردست بادشاہت کا خاتمہ کر کے وہاں غریبوں کی حکومت قائم کر دی۔ یہ حکومتیں صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی اور مخلوق خدا کی خدمت کے لیے قائم کی گئیں۔ اسلام کی بنیاد ہی غریب پروری پر ہے تو اس لیے غریبوں کی خدمت کرنے کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہر لمحہ پیش نظر رہتی ہے اور اسلام کی تحریک ... میں چلانے کا مطلب یہ ہے کہ غریبوں کی خدمت اور غریبوں کی خدمت کے معنی یہ ہوئے کہ

بقیہ صفحہ گزشتہ

مزعومات اور عقائد میں میری ساری زندگی گزری تھی۔ روس میں اس کو ایک ایک کر کے ٹوٹتے اور مٹتے دیکھا اور نئے اصولوں پر زیادہ جاندار اور زیادہ مستحکم نظام بننے کا مشاہدہ کیا پھر ترکی میں بھی کم و بیش یہی کچھ میرے سامنے ہوا وہ فرماتے ہیں کہ اس تمام زمانے میں مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے مذہب کے اساسی عقیدہ پر شک و شبہ نہیں ہوا۔ میرا دینی فکر روسی انقلابیوں کے لادینی فکر سے بلند تر رہا اور ان کی تمام مادیت کو میرے الٰہی فکر نے اپنے اندر ہضم کر لیا۔ دوسرے لفظوں میں مولانا کا دینی عقیدہ اتنا وسیع اور ہمہ گیر تھا کہ اشتراکیوں کی مادیت کو قبول کرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے وجود پر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کا فیض اور ان کے پیش کردہ وحدت الوجود کے عقیدہ کا اثر تھا یعنی انقلاب کے ان طوفانوں کے مقابلے میں جن کی بڑے بڑے تاب نہ لا سکتے تھے مولانا محض تصوف کی برکت سے اسلام پر ثابت قدم رہے"۔ (مولانا عبیداللہ سندھی، ص ۱۳۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور اللہ تعالیٰ کا اقرار[1]

۳۔ یورپ کے اس لادینی کے طوفان میں اللہ کے وجود کے متعلق ہزاروں شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں جس کے لیے حضرت مولانا سندھی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ اس سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے یعنی کہ اسلامی تصوف، اسلامی تصوف میں چیزوں کی حقیقتوں سے بحث کی گئی ہے اور یہ کہ دنیا کی چیزوں کی اصل کیا ہے، ان کے سمجھنے سے پہلے خود شناسی اور پھر خداشناسی ہوتی ہے جس کے بعد کافی شبہات رفع ہو جاتے ہیں۔

۴۔ حضرت مولانا سندھی کا مرحوم کا ارشاد تھا کہ یورپ کا انقلاب مادی انقلاب ہے۔ یورپ نے صرف مادہ ہی کو زندگی کا اصل مقصد سمجھ لیا ہے یعنی جو کچھ بھی ہے۔ صرف دنیاوی چیزیں ہیں اور یہی زندگی ہے۔ جس میں سب کچھ ہے لیکن آگے چل کر یہ مادی انقلاب روحانیت

---

[1] اسلام کے نزدیک بلا تفریقِ مذہب و قوم عامۂ خلائق کی فلاح و بہبود اور خدمت کے تمام کام حکومت کے فرائض میں شامل ہیں اور ان کی انجام دہی اللہ کی خوشنودی اور رضا کا موجب ہے۔ عامۂ خلائق کی خدمت میں رضائے الٰہی کے مفہوم پر ایک حدیث نہایت فکر انگیز اور بصیرت افروز ہے اور مولانا سندھی مرحوم ہی نے اس کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اسی مضمون کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے سے پوچھے گا کہ میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔ بندہ حیران ہو کر کہے گا کہ اے باری تعالیٰ! تو تو بھوک سے بے نیاز ہے۔ تجھے کھانے کی کیا حاجت۔ پھر ارشاد ہوگا کہ میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اور پھر پوچھے گا کہ میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ ہر سوال کے جواب میں بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! تجھے ان چیزوں کی کیا ضرورت! تو تو ان سب سے بے نیاز ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا ایک بندہ بھوکا تھا، تو نے اسے کھانا نہ کھلایا وہ پیاسا تھا، تو نے اسے پانی نہ دیا، وہ ننگا تھا تو نے اسے لباس نہ پہنایا

مولانا کا کہنا ہے کہ صحیح خدا پرستی آگے چل کر لازماً انسان دوستی کا موجب ہوتی ہے"۔

(مولانا عبیداللہ سندھی از محمد سرور، ص ۶۰، ۶۱)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انسان دوستی کا مقام بھی خدا پرستی [illegible] کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ (ا-س-غ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی طرف بھی ضرور توجہ مبذول کرائے گا اور انسان ان چیزوں کے پیچھے روحانیت کے متعلق بھی سوچنے لگیں گے [یعنی مولانا سندھی کے نزدیک مادی تصور کی انتہاء لازماً یہ ہوگی اور ردعمل کے نتیجے میں مذہبی انداز فکر ضرور پیدا ہوگا۔ انسان اپنے جسم کی ضروریات کی تکمیل پر ہی اکتفا نہ کرے گا بلکہ اپنے دماغ اور قلب کی تسکین کا بھی خواہاں ہوگا۔ (ا۔س۔ش)]

جس کو تصوف کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے یا خود یہ سوچنا تصوف ہے اس سلسلے میں مولانا سندھی مرحوم کے اپنے الفاظ ہیں[1]:

"میں چاہتا ہوں کہ یورپ کی اس مادی ترقی کو تسلیم کر لیا جائے یعنی علم اور سائنس کی ترقیوں کو ہم زندگی کی اساس کی حیثیت دیں لیکن یہ نہ سمجھیں کہ سائنس نے ساری زندگی کا احاطہ کر لیا ہے۔ بے شک سائنس نے مادی زندگی میں جو انکشافات کیے ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ لیکن زندگی صرف مادہ تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہ مادہ کسی اور وجود کا پرتو ہے اور اس وجود کا مرکز ایک ذات ہے جو خود زندگی ہے اور زندگی کا سہارا اور باعث بھی۔ وہی ذات "الحی القیوم" ہے۔ میں مادیین کے تصور کائنات کو سرے سے غلط نہیں مانتا لیکن اسے ناقص ضرور سمجھتا ہوں۔ مادی فکر کا منکر نہیں ہوں، لیکن یہ جانتا ہوں کہ مادیت حقیقت کا صرف ایک رُخ ہے اور یہ رُخ بے شک حقیقت کے ایک پہلو کا صحیح ترجمان ہے لیکن حقیقت کا ایک پہلو اور بھی ہے جو مادہ سے ماورا اور بالاتر ہے اس کو شرعی زبان میں "آخرت" کہا گیا ہے۔ زندگی کا مادی تصور درحیات اس لحاظ سے ناقص ہے کہ وہ زندگی کے صرف ایک پہلو کی رُونمائی کرتا ہے۔ لیکن زندگی کا صحیح اور مکمل تصور "اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة" ہے اور یہی تصور ہے جو زندگی کی ساری مادی اور ماورائے مادی کائنات پر حاوی ہو سکتا ہے۔" (مولانا عبیداللہ سندھی، از محمد سرور ص ۷۰)

---

[1] مولانا قانع مرحوم نے اس مقام پر مولانا سندھی کے جس بیان کا سندھی میں ترجمہ کیا تھا، اسے اصل ماخذ سے لے کر اس مقام پر شامل کر دیا گیا۔ (ا۔س۔ش)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا عبید اللہ سندھیؒ صرف ذہن کو آگے بڑھانے کے لیے یورپ کی مادی سائنس یا مادیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان دنیاوی چیزوں کو زندگی کا مالک نہ سمجھا جائے بلکہ تھوڑا بہا آگے بڑھ کر یہ تصور کیا جائے کہ زندگی صرف اس دنیا میں ہی ختم نہیں ہے بلکہ اس سے باہر بھی ہے۔ یہ ذات پاک ساری کائنات کے مرکزی نقطے کا حکم رکھتی ہے اسلام نے اس ذات کو ماننے کے لیے صاف الفاظ میں حکم دیا ہے اور مسلمان صوفیہ نے اس کو دلائل اور حقائق کے ساتھ رموز ولشارات وامثال کی زبان میں بھی سمجھایا ہے۔ گویا حقیقی تصوف اسلام کی روح سے آشنا کر دینے کا علم اور ایک فلسفہ ہے جس کو سمجھنے کے بعد اسلام کی حقانیت میں کوئی الجھاؤ یا پیچیدگی نہیں رہتی۔

۶۔ حضرت مولانا صاحب کا ارشاد تھا کہ خداشناسی کے لیے شاہ صاحب کی کتب ہمعات اور سطعات ابتدائی طور پر پڑھائی جائیں اور اس ارادے سے خود دہلی اور دارالرشاد گوٹھ پیر جھنڈا میں بیت الحکمت کی بنیاد رکھی اور ان کے شاگردوں میں سے کئی نوجوان عالم اس وقت اس کام میں مصروف ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ آواز انگریزی کالجوں تک پہنچائی جائے۔ اس طرح سے مادیت اور مذہب کا آپس میں اتحاد ہو جائے گا۔ اور یورپ کی مادی ترقی کے ساتھ مسلمان نوجوان خداشناسی کی نعمت سے مالا مال ہو کر دنیا پر حکمرانی کرتا نظر آئے گا۔

© rasailojaraid.com